السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بغیر نماز کے صرف سجدہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سجدہ بغیر نماز کے بذات خود ایک مستقل عبادت ہے اور اللہ رب العزت اپنے بندوں کو اس عبادت پر اجر وافر عطا فرماتے ہیں، اور اس پر دلالت کرنے والی نصوص قرآن کریم میں معروف ہیں اور ان میں سے بعض نصوص کو نماز کے سجود یا نفس نماز پر محمول کرنا مجازی ہے۔ اور مجازی معنی استعمال کرنے کے لیے کوئی قرینہ یا دلیل ہونی چاہیے اور منجملہ ان کے تلاوت کے سجدے بھی ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا منفرد سجدوں کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اور اسی طرح سجدہ تلاوت ہے۔ اسے بھی منفرد سجود پر محمول کیا جائے گا۔ اور سجود منفردہ پر دلیل معدان بن طلحہ یعمری کی روایت ہے۔ جو صحیح میں ہے: قال لقیت ثوبان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت اخبرنی بعمل اعملہ ید خلنی اللہ بہ الجنۃ او قال قلت باحب الاعمال الی اللہ عزوجل فسکت ثم سألتہ فسکت ثم سألتہ الثالثۃ فقال سألت عن ذالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال علیک بکثرۃ السجود للہ فانک لاتسجد للہ سجدۃ الا رفعک اللہ بھا درجۃ وحط عنک بھا خطیئۃ ثم لقیت ابا الدرداء فسألتہ فقال لی مثل ماقال ثوبان وھذا لفظ مسلم۔

اور عرب آپ کے الفاظ جدہ سے سوائے منفرد سجدہ کے اور کچھ نہیں سمجھے گا۔ جو سجدے نماز میں ہوتے ہیں ان کا اجر تو نماز کے اجر میں داخل ہوتا ہے۔ نیز صحیح میں ربیعہ بن کعب اسلمی کی روایت ہے۔ قال کنت ابیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتیتہ بوضوءہ حاجتہ فقال لی سل فقلت اسألک مرافقتک فی الجنۃ فقال او غیر ذالک فقلت ھو ذاک قال فاعنی علی نفسک بکثرۃ السجود وھذا لفظ مسلم۔ اور ان الفاظ سے مراد منفرد سجود حقیقی ہوگا۔ ایسی ہی روایت حضرت عائشہ کی صحیح میں ثابت ہے۔

انھا فقدت رسول اللہ لیلۃ من الفراش فالتمسۃ فوقعت یدھا علی بطن قدمیہ وھو فی المسجد وھما منصوبتان وھو یقول اللھم انی اعوذ برضاک من سخطک وبمعافاتک من عقوبتک واعوذ بک منک لا احصی ثناءً علیک انت کما اثنیت علی نفسک اسی طرح ابوہریرہ کی روایت بھی سجود منفرد پر صادق آتی ہے قال اقرب مایکون العبد من ربہ وھو ساجد فاکثروا الدعاء حضرت عائشہ کی حدیث میں ہے قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی احدی عشرۃ رکعۃ فیما بین ان یفرغ من صلوۃ العشاء الی صلوۃ الفجر سوی رکعتی الفجر ویسجد قدر مایقرأ احدکم خمسین اٰیۃ شوکانی فرماتے ہیں کہ صاب عدۃ حصن حصین'' نے غلطی کی ہے۔ کہ یہ سجود موضوع ہیں اور میں نے عدۃ کی شرح میں اس پر تنبیہ کر دی ہے۔

ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب المصنف میں ابوسعید سے روایت نقل کی ہے: انہ قال ماوضع رجل جبھتہ للہ ساجداً فقال یارب اغفرلی ثلثا الارفع رأسہ وقد غفرلہ: یہ حدیث اگرچہ ابوسعید پر موقوف ہے لیکن رفع کے حکم میں ہے چوں کہ ایسی بات رائے سے نہیں کہی جا سکتی۔ اسے طبرانی نے عن ابی مالک عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے۔ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں کہا ہے کہ طبرانی نے اسے معجم کبیر میں محمد بن جابر عن ابی مالک کی روایت سے ذکر کیا ہے۔ ابن ماجہ نے صحیح سند کے ساتھ عبادہ بن صامت سے روایت کی ہے۔ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول مامن عبد یسجد للہ سجدۃ الاکتب اللہ بھا حسنۃ ومحا عنہ بھا سیئۃ ورفع بھا درجۃ فاستکثروا من السجود ابن ماجہ اور احمد نے جید سند کے ساتھ ابوفاطمہ سے روایت کی ہے۔

قال قلت یارسول اللہ اخبرنی بعمل استقیم علیہ واعمل قال علیک بالسجود فانک لاتسجد للہ سجدۃ الارفعک اللہ بھا درجۃ وحط عنک بھا خطیئۃ اور احمد کے الفاظ اس طرح ہیں انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا ابا فاطمۃ ان اردت ان تلقانی فاکثر السجود۔ طبرانی نے اوسط میں ثقہ رجال کی سند سے حذیفہ کی حدیث ذکر کی ہے۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن حالۃ یکون العبد احب الی اللہ من ان یراہ ساجداً یعفر وجھہ فی التراب۔ احمد اور بزار نے ابوذر کی روایت سند صحیح سے نکالی ہے۔ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من سجد للہ سجدۃ کتب اللہ لہ بھا حسنۃ وحط عنہ بھا خطیئۃ ورفع بھا درجۃ واضح ہو کہ ان احادیث میں مذکورہ سجود سے مراد منفرد سجود ہی ہیں۔ جو کہ حقیقی معنی ہے۔ اور ان سے مجازاً نماز کے سجدے سے مراد لینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ اور یہ مجازی معنی لینے سے حقیقی منی ومدعا پر بھی اثر نہیں پڑے گا۔

الحاصل کہ سجدہ ایک بہترین عبادت ہے۔ جیسے بندے کو نماز سے تقرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح سجدے سے بھی حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ نبی علیہ السلام سے اس کی ترغیب اور اس پر اجر جزیل کے وعدے منقول ہیں نبی علیہ السلام کا فعل بعض انواع سجود کو مانع نہیں ہے۔ آپ کے غیر کے لیے جیسا کہ ترغیب آپ کے اقوال سے ثابت ہے۔ اور افوال پر اقوال کی ترجیح کسی پر مخفی نہیں ہے۔ پس مومن کو چاہیے کہ جس طرح چاہیے اور جس وقت چاہے (اوقات ممنوعہ کے علاوہ) سجدے کرے۔ جو شخص اس بات کا انکار کرتا ہے۔ وہ مذکورۃ الصدر احادیث کو یا تو جانتا نہیں ہے یا اگر سمجھتا نہیں ہے کہ ان سے کم تر احادیث سے سجدے کی مشروعیت ثابت ہو سکتی ہے کجا ان احادیث صحیحہ کا نبوہ کثیر اور جو شخص یہ کہے کہ صرف سجدۂ تلاوت اور سجدہ شکر کے انواع ہی مشروع ہیں۔ اس کا جواب اس طرح دیا جا سکتا ہے۔ کہ یہ شق نماز میں بھی لازم آتی ہے۔ پس اسے منتقل ہو جانا چاہیے مگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے واقع شدہ نقل کے ساتھ اور منقول اس میں عدد یا صفت میں زیادتی نہ کی جائے اور صرف اس وقت سر انجام دی جائے جس وقت نبی علیہ السلام نے سر انجام دی اور ظاہر ہے کہ یہ قول سراسر جہالت ہے۔ چونکہ نماز کے بارے میں وارد شدہ ترغیبات اس ات پر دلالت کرتی ہیں کہ نماز نفل زیادہ سے زیادہ پڑھنا سنت ثابتہ اور شریعت قائم ہے بشرطیکہ اس کی ادائیگی کا وقت مکروہ اوقات میں سے نہ ہو۔ یہی صورت مجرد سجود کی ہے کہ ساجد کے لیے ترغیب اور اجر جزیل ثابت ہے۔ جیسا کہ ابھی ذکر ہوا ہے۔ اور خصوصاً جب کہ یہ سجدہ رب العزت کے قرب کے اسباب میں سے ہو جیسا کہ فرمان نبوی ہے۔ ''اقرب مایکون العبد من ربہ وھو ساجد'' اور پھر اس قرب رب العزت دعا کی طرف خصوصی توجہ دلائی گئی ہے۔ کس قدر زیادہ حق دار ہے قبولیت کا وہ شخص اجازت کا دروازہ اس حالت میں کھٹکھٹاتا ہے۔ جب وہ اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہے۔ اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں وہ رحمت جس کے ساتھ دعائیں قبول ہوتی ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں۔ اور غلطیاں مٹ جاتی ہیں۔ چوں کہ انسان اس وقت اپنے رب العزت کے قرب بلکہ اقرب القرب مقام میں ہوتا ہے۔ یہ امام شوکانی کے الفاظ کا ترجمہ ہے۔ اور امام شوکانی اپنے آخری ایام زندگی میں کثرت کے ساتھ طویل ترین سجدے کیا کرتے تھے۔ اور کس قدر اچھے امام بیہقیؒ ک یا شعار اس بارے

ومن اعتز بالمولی فذاک جلیل ومن رام عزا من سواہ فھو ذلیل

ولوان نفسی مذبراھا ملیکھا مضی عمرھا فی سجدۃ لقلیل

احب مناجاۃ الحبیب باوجہ ولکن لسان الدتبین کلیل

اللھم وفقنا لکثرۃ السجود لک وارزقنا بھا مرافقۃ نبیک فی جنتک انک علی ما تشاء قدیر و بالاجابۃ جدیر۔ دلیل الطالب علی ارجح المطالب از ص ۲۹۷ تا ص ۲۹۹

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد 3 ص 230-233

محدث فتویٰ